ناجائز شرائط منوا رہی ہے۔

قازقستان میں روسی النسل باشندوں کی بھاری تعداد آباد ہے۔ ان روسی باشندوں کی موجودگی کے باعث وسطی ایشیا کی دیگر ریاستوں کے مقابلے میں روس - قازق تعلقات ہمیشہ سے نازک صورت حال سے دوچار رہے ہیں۔ قازقستان میں سیاسی جماعتوں کو آزادی سے کام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ۱۹۹۵ء میں قازقستان کے نئے آئین کی منظوری کے بعد انہیں مزید مشکلات کا سامنا ہے۔ اس آئین کی منظوری کے بعد غیر سرکاری گروہوں اور سیاسی تنظیموں کی قازق سیاست میں شرکت کا عمل تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ نئے آئین میں عوامی انجمنوں اور سیاسی تنظیموں پر طرح طرح کی قدغنیں لگائی گئی ہیں۔

وسطی ایشیاء کی سب سے بڑی جمہوریہ قازقستان اس وقت سنگین معاشرتی بحران سے دوچار ہے۔ فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز آف قازقستان جیسے آزاد گروہ اس بحران کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہراتے ہیں۔ ان کے بقول موجودہ قازق حکومت ملک کے ریاستی تشخص اور شہریوں کی بقا کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ قازقستان کے دانشور، سیاستدان اور دیگر نمایاں شخصیتیں ملک کی موجودہ صورت حال اور سیاسی گھٹن کی فضا پر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان عناصر نے حال ہی میں بلدیاتی قوتوں کا نیا اتحاد تشکیل دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ حکومت پر تنقید کرنے والی شخصیتیں عوام میں مقبول ہو رہی ہیں۔ ان میں چین میں قازقستان کے سابق سفیر اور مشہور شاعر مختار اوزوف (Auezov) کے فرزند مراد اوزوف نمایاں ہیں۔ عوامی حلقے مراد اوزوف پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ ملکی سیاست میں زیادہ سرگرم اور فعال کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔

---

# تاجک خانہ جنگی: روسی مؤقف

اپریل ۱۹۹۶ء میں دورۂ وسطی ایشیا کے دوران روزنامہ ڈیلووائے میر (Delovoi Mir) کو انٹرویو دیتے ہوئے روسی وزیر خارجہ یوجینی پریماکوف نے تاجک تنازعہ کے تصفیے سے متعلق اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے کہا: "ہر آدمی مستحکم تاجکستان میں دلچسپی رکھتا ہے"۔ انھوں نے مزید کہا: "روس، قازقستان، دیگر وسط ایشیائی ریاستیں اور سب سے بڑھ کر خود تاجک عوام تنازعہ کا فوری حل چاہتے ہیں۔ تاجک تنازعہ کے حل کے سلسلہ میں برسرپیکار گروہوں کو متعدد اقدامات کرنا ہوں گے"۔

اولاً، متحارب فریقین کو جنگ بندی معاہدہ کی سختی سے پابندی کرنی چاہیے۔ پریماکوف کے بقول تاجک حزب اختلاف پڑوسی ملک افغانستان کی سیاسی بے یقینی کی صورت حال سے بھرپور فائدہ اٹھا رہی

ہے جو افغانستان میں واقع اپنے کیمپوں میں عسکریت پسندوں کے دستوں کی تشکیل اور تربیت کا بندوبست کرتی ہے۔ پریماکوف نے الزام لگایا کہ اپوزیشن ان تربیت یافتہ عسکریت پسندوں کو تاجک حکومتی ٹھکانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے تاجکستان روانہ کرتی ہے۔

ثانیاً، حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان فی الفور سنجیدہ اور تعمیری مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا جانا چاہیے۔ وزیر خارجہ پریماکوف نے حکومت کی حمایت کرتے ہوئے حزب اختلاف کو مذاکرات کے لیے حکومتی پیش کش کا جواب نہ دینے کا کے لیے مورد الزام ٹھہرایا۔ البتہ انھوں نے یہ تسلیم کیا کہ حزب اختلاف ایک حقیقی قوت ہے جو عوامی رائے کی نمائندگی کرتی ہے۔ اگرچہ، ان کے مطابق، یہ ایک علیحدہ سوال ہے کہ اکثریت میں کون ہے اور اقلیت میں کون ہے۔ وزیر خارجہ یوجینی پریماکوف نے یہ تاثر بھی دینے کی کوشش کی کہ تاجک عوام کو اسلامی طرز حکومت کے قیام سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

انھوں نے تاجکستان میں آزاد ممالک کی دولت مشترکہ کی امن فوجوں کی موجودگی کا یہ کہہ کر دفاع کیا کہ یہ دستے افغانستان کے کیمپوں سے حزب اختلاف کے حملہ آور دستوں کو تاجکستان در آنے سے باز رکھنے کے لیے متعین کیے گئے ہیں۔ انھوں نے حزب اختلاف کے مسلح دستوں کو ملک میں افراتفری پیدا کرنے کے لیے مورد الزام ٹھہرایا۔ پریماکوف سی آئی ایس کے امن دستوں کی تاجکستان میں مدت قیام (mandate) بڑھائے جانے کے بارے میں پرامید ہیں۔ حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان اقوام متحدہ اور او ایس سی ای جیسی بین الاقوامی تنظیموں کی ثالثی کے باوجود جنگ بندی معاہدہ کا نفاذ نہیں ہو سکا ہے۔

تاجک حکومت بسا اوقات شدید مشکلات سے دوچار رہی ہے۔ حال ہی میں اپوزیشن نے حکومت پر شراکت اقتدار یا انتخابات کے انعقاد کے لیے زبردست سیاسی اور عسکری دباؤ ڈالا، جس کے نتیجے میں سال کے آغاز سے ہی تاجکستان کے تمام علاقوں سے بے گھر افراد شمال میں پناہ کے لیے محو سفر رہے۔ ان پناہ گزینوں کو رہنے کے لیے گھروں اور اشیائے خوراک کی فراہمی جیسے مسائل کے ساتھ ساتھ ابتر معاشرتی حالات کا سامنا ہے۔ لوگوں نے ابتر رہائشی حالات کے سلسلہ میں بدعنوان مقامی حکام کے خلاف احتجاجی مظاہرے بھی کیے۔ جس سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ تاجک عوام کا پیمانہ صبر لبریز ہو رہا ہے اور انھیں تشدد کی راہ پر چلنے کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے۔ تشدّد کے واقعات روکنے کے لیے حکومت نے گڑبڑ والے علاقوں میں وزارت داخلہ کے دستے متعین کر رکھے ہیں۔ تاجکستان میں اب یہ خدشات بھی سر اٹھا رہے ہیں کہ بڑے پیمانے پر عوامی فسادات کہیں دوسری بڑی سول نافرمانی کی تحریک کی شکل نہ اختیار کر لیں۔

تاجک حکومت کو فوجی برتری اور سیاسی استحکام کے حصول میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس

کے برعکس حزب اختلاف منظم ہے اور اس کے جنگجو بہتر تربیت یافتہ ہیں۔ حکومت شاکی ہے کہ حزب اختلاف کے دستوں میں اکثریت ایران، افغانستان اور پاکستان کے "کرائے کے فوجیوں" کی ہے جو بہتر طور پر مسلح اور تربیت یافتہ ہیں۔

روسی فوج کی مدد کے باوجود اپوزیشن کے دستوں کے ساتھ جھڑپوں کے دوران سرکاری دستوں میں بڑے پیمانے پر اموات وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ روس کے علاوہ قازقستان کرغیزستان اور ازبکستان بھی تاجک افغان سرحد کے دفاع میں تاجک حکومت کی مدد کے لیے تیار دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم ان کا اصرار ہے کہ تاجکستان کو اپنے اندرونی سیاسی مسائل خود حل کرنے ہوں گے۔ اگر وسطی ایشیاء کی ریاستوں کے علاوہ آزاد ممالک کی دولت مشترکہ میں شامل دیگر ممالک کی فوجیں یا روس کا افغان تاجک سرحد پر متعین ۲۰۱ واں ڈویژن مداخلت نہ کریں تو ایسی صورت میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان جاری کشمکش میں سرکاری فوجوں کے جانی نقصانات میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور اس صورت میں دوشنبے میں قائم کمیونسٹ حکومت تادیر قائم نہیں رہ سکے گی۔

## روس: خارجہ تعلقات

# روس - ایران تعلقات روسی وزارتِ خارجہ کی نظر میں

۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء کو روس کے وزیر خارجہ ایوجینی پریماکوف نے روسی روزنامے کو موسولسکایا پراودا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ماضی قریب میں روس مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ تعلقات پر زیادہ توجہ نہیں دے سکا ہے۔ کیونکہ اس دوران روس مغربی ممالک اور امریکہ کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کی کوششوں میں مصروف رہا۔

پریماکوف نے کہا کہ روس کے ایران، لیبیا اور شام کے ساتھ تعلقات بہتر ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ممالک "دہشت گردی" کی مذمت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ عرب دنیا کے ساتھ روس کے مفادات وابستہ ہیں۔ جنھیں پہلے کی نسبت زیادہ بہتر طور پر تحفظ دیا جانا چاہیے۔

روس اور ترکی کے درمیان تعلقات حسب معمول کشیدہ ہیں۔ ماسکو انقرہ کو چیچن حریت پسندوں کی مدد اور پشت پناہی کے لیے مورد الزام ٹھہرا رہا ہے۔ ترکی پر بحیرۂ کیسپئین اور قازق خام تیل کو پائپ لائنوں کے ذریعے چوری چھپے اپنی سرزمین تک لے جانے کا الزام بھی لگایا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ماسکو انقرہ سے شاکی ہے کہ وہ "پان اسلامزم" اور "پان ترکزم" کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ اور وسطی ایشیا اور